گھر پُرسکون کیسے بنتے ہیں؟

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گھر پُرسکون کیسے بنتے ہیں؟

گھر پُرسکون کیسے بنتے ہیں؟

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : گھر پُرسکون کیسے بنتے ہیں؟

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اوّل : اکتوبر 2006ء

تعداد : 2100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : E109/C، سٹریٹ 2، علی ویو گلشن پارک، بیدیاں روڈ،
نزد فوجی فاؤنڈیشن، کینٹ۔ فون: 042 - 5743152

فیصل آباد : 103 سعید کالونی نمبر 1، کینال روڈ۔ فون: 041 - 8721851

بہاولپور : 7A، عزیز بھٹی روڈ، ماڈل ٹاؤن اے۔ فون: 062 - 2875199
2885199، فیکس : 062 - 2888245

ملتان : 888/G/1، بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی، بوسن روڈ، گلگشت۔
فون: 061 - 6008449

ای میل : alnoorint@hotmail.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

بہاولپور : ملک میں النور کی پروڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:
مومن کمیونیکیشن، 48-B، گرین مارکیٹ۔ بہاولپور
فون: 062 - 2888245

مطبع : پرنٹرز اینڈ پبلیشرز

قیمت : -/25 روپے

ابتدائیہ

والدین ساری زندگی اپنی اولاد کے لیے گھنے سایہ دار درخت بنے رہتے ہیں تاکہ انہیں زمانے کی سرد وگرم ہواؤں اور تپتی دھوپ سے بچالیں، انہیں ہتھیلی کا پھپھولہ بنا کر ان کی حفاظت کرتے ہیں لیکن ایک دن ان پرندوں کو گھونسلہ چھوڑنا ہی پڑتا ہے، زمانے کے سرد وگرم کا مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ سمجھدار والدین وہی ہوتے ہیں جو اس مقابلے کے لیے اپنی اولاد کو تیار کرتے ہیں، انہیں وہ حکمت سکھاتے ہیں جو ان کی زندگی کی راہوں میں درست راستہ دکھانے والی ہو لیکن یہ حکمت تو انہیں ہی نصیب ہوتی ہے جن کے پاس قرآن وسنتِ رسول ﷺ کا سچا علم موجود ہوتا ہے۔ جہاں والدین خود اس نور سے محروم ہوں وہاں یہ محرومی اولاد کا بھی مقدر بن جایا کرتی ہے۔

تعلیم القرآن کورس میں سورۃ الروم کی آیت 21 پڑھاتے ہوئے محترمہ نگہت ہاشمی نے ازدواجی زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے ایک والدہ کی اپنی بیٹی کو کی گئی نصیحتیں بیان کیں جو طالبات کے لیے بہترین راہنمائی کا باعث بنیں۔ آج گھریلو زندگی بے سکون ہے تو بنیادی وجہ درست راہنمائی کا نہ ہونا ہے۔ لیکچر کے دوران طالبات کی توجہ قابلِ دید تھی اور نہایت خوشگوار ماحول میں سوالات وجوابات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یہ لیکچر ماؤں اور بیٹیوں دونوں

کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوگا انشاء اللہ۔ جو باتیں بڑے سمجھاتے ہیں اور آج کی نوجوان نسل کے لیے برداشت کرنا مشکل ہوجاتا ہے، وہی باتیں محترمہ نگہت ہاشمی نے انتہائی سادہ انداز میں موجودہ دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے سمجھائی ہیں۔ یہ کتابچہ 'گھر پرسکون کیسے بنتے ہیں؟' ہر گھر کی ضرورت ہے اور خصوصاً شادی کے بندھن میں بندھنے والی ہر لڑکی کے لیے بہت اہم تحفہ۔ اللہ تعالیٰ محترمہ نگہت ہاشمی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ قارئینِ کرام کی آراء اور مفید مشوروں کا انتظار رہے گا۔

دعوہ سیکشن

النور انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ [الروم:21]

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔"

ازدواجی زندگی اور اس کا سکون نہ صرف دو انسانوں یعنی میاں بیوی کے لیے ضروری ہے بلکہ ان کی اولاد، ان سے متعلقہ رشتہ داروں، پورے معاشرے اور پوری انسانیت کے لیے بھی ضروری ہے۔ اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس سکون کے لیے اٹھایا جانے والا ہر قدم انتہائی اہم ہے اور ہر قدم کے بڑے گہرے اثرات ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اُس عرب ادیبہ کی دس نصیحتیں جو اس نے اپنی بیٹی کو کی تھیں آپ کے سامنے رکھوں۔ یہ ازدواجی زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے بہت اہم نصیحتیں ہیں:

پہلی نصیحت:

"اے میری پیاری بیٹی! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! شوہر کے گھر جا کر قناعت والی زندگی گزارنے کا اہتمام کرنا۔ جو دال روٹی ملے اس پر راضی رہنا۔ جو روکھی سوکھی شوہر کی خوشی کے ساتھ مل جائے وہ اس مرغ پلاؤ سے بہتر ہے جو تمہارے

اصرار کرنے پر اس نے ناراضی سے دی ہے۔"

آج کل خلع لینے کا تناسب [ratio] کتنا بڑھ گیا ہے۔ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے کچھ عرصہ پہلے خلع کی وجوہات کے حوالے سے اپنے ان مقدمات کا تذکرہ کیا کہ بنیادی طور پر کیا وجوہات ہوتی ہیں کہ ایک جوڑا اکٹھا نہیں رہ سکتا؟ جوڑے کے ٹوٹنے کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ مجھے ان بچیوں کے بارے میں اتنی زیادہ فکر لاحق ہوگئی ہے کہ وہ کیوں اپنے شوہر سے الگ ہونا چاہتی ہیں؟ جو اسباب ان بچیوں نے بتائے ان میں سے ایک دو میں آپ کے سامنے بھی رکھنا چاہتی ہوں۔

مثلاً ایک سبب یہ تھا کہ میرے شوہر مجھے چائنیز نہیں لے کر جاتے، یہ ایک ایسی ڈیمانڈ ہے جسے عورتیں اپنا حق سمجھتی ہیں اور وہ یہ سوچتی ہیں کہ شاید شوہر کے گھر جا کر ہی یہ فرمائشی پروگرام جاری رہ سکتا ہے اور اسی سے آپس کا تعلق مضبوط ہوتا ہے لیکن آپ دیکھیے کہ یہ فرمائش پوری کرنا اگر تھکے ہارے اور کم آمدنی والے شوہر کے لیے ممکن نہ ہو تو قدرتی طور پر اختلافات ہو جائیں گے۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ایک جوڑے کے ٹوٹنے کا بنیادی سبب قناعت کا نہ ہونا ہے۔

یہ تو حرص ہے اور حرص کو جتنا جی چاہے بڑھا لیں۔ مثلاً ایک شوہر کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ سارے دن کی تھکاوٹ کے بعد اپنی نو بیاہتا دلہن کو ہر روز Long drive پر لے جا سکے لیکن اگر نئی دلہن سارے دن کی فراغت کے بعد رات کو Outing چاہتی ہے تو اپنے حوالے سے اسے یہ حق محسوس ہوتا ہے لیکن اگر وہ شوہر کی طرف دیکھے تو یہ ظلم محسوس ہونا چاہیے جبکہ اسے ظلم نہیں سمجھا جاتا۔ سو بنیادی چیز کیا ہے؟ قناعت کا نہ ہونا۔

مجھے ذاتی طور پر محسوس ہوتا ہے کہ خود غرضی انسان کو رشتہ توڑنے پر مجبور کر دیتی ہے اور اس کے مقابلے میں انسان جب دوسروں کا خیال رکھتا ہے، ان کے معاملات کو بھی

سامنے رکھتا ہے مثلاً اگر بیوی شوہر کی کمائی کو سامنے رکھے، اس کے وقت کی تنگی کو سامنے رکھے تو حالات بدل جاتے ہیں۔

دوسری نصیحت:

''میری پیاری بیٹی! اس بات کا خیال رکھنا کہ اپنے شوہر کی بات کو ہمیشہ توجہ سے سننا، اس کو اہمیت دینا، ہر حال میں ان کی بات پر عمل کرنے کی کوشش کرنا، اس طرح سے تم ان کے دل میں جگہ بنالو گی کیونکہ اصل آدمی نہیں آدمی کا کام پیارا ہوتا ہے۔''

معاشرتی زندگی میں آپس کے تعلقات میں جو چیز سب سے زیادہ ایک عورت کی مدد کرتی ہے وہ سمع وطاعت ہے یعنی (سننا اور اطاعت کرنا)۔ ازدواجی زندگی میں یہ دو چیزیں مفقود ہیں۔ آپ دیکھیں جو لڑکی سارا دن گھر میں فارغ رہی، اگر گھر میں ہلکا پھلکا کوئی کام بھی کیا تو وہ چاہتی ہے کہ جونہی شوہر آئے تو اسے بہت کچھ سنائے کیونکہ اس کا ذہن فارغ تھا، اس نے بہت کچھ سوچ رکھا تھا اور جونہی شوہر گھر آتا ہے نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ وہ بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہے اور دوسرے شخص کو موقع بھی نہیں دینا چاہتی۔ ایک بات بھی ایسی نہیں ہوتی کہ جس میں شوہر کے لیے کوئی Attraction ہو، نہ اس میں شوہر کی Care کی کوئی بات ہے، نہ مشترکہ مفادات کی کوئی بات ہے، صرف محسوسات کی باتیں ہیں [Feelings] اور وہ بھی کڑوی، تلخ اور خود ساختہ۔ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ پھر وہی شوہر چاہتا ہے کہ میں گھر آؤں تو سامنا نہ ہو۔

پچھلے دنوں میں نے کافی خواتین سے اس بارے میں پوچھا کہ آپ کے شوہر کتنے بجے گھر آتے ہیں؟ تو پتہ چلا کہ اکثر گھرانے ایسے ہیں جہاں پر شوہر دیر سے آتے ہیں اور رابطہ کرنے پر پتہ چلا کہ بنیادی وجہ یہ ہے کہ گھر جا کر ''وہی باتیں'' سننی ہیں تو اچھا ہے ایسے موقع پر جاؤ جب گھر والے تھک ہار کے سونے کے قریب ہوں، ان کے اندر ہمت ہی باقی

نہ رہ جائے۔ایسے حالات میں جہاں پر تعلقات اس نہج پہ آن پہنچیں کہ کوئی سننا ہی نہ چاہے تو قصور کس کا ہے؟ غلطی کہاں ہے؟

عورت کی ذمہ داری ہے اطاعت تو جس کی ذمہ داری ہے سننا تو اسے ہے۔ بیوی کو ہمہ تن متوجہ رہنا چاہیے کہ مجھے کوئی کیا کہہ رہا ہے؟ اور آپ دیکھیں کہ جب کوئی ہماری بات توجہ سے سننا چاہتا ہے تو ہم خواہ مخواہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ ایک فرد اگر بات کو توجہ سے سنتا ہے تو دوسرا فرد بھی اُس سے توجہ سے بات کرتا ہے، اُس کی اندر سے شمولیت [Involvment] ہو جاتی ہے۔

جو فرد گھر والوں کے لیے محنت کر کے باہر سے لوٹا ہے اس کا یہ حق بنتا ہے کہ جب وہ آئے تو خاموشی کے ساتھ اس کی ضروریات کا خیال رکھا جائے اور پھر جب وہ تھوڑا سا [Fresh up] ہو جائے تو اس سے سنا جائے کہ وہ کن مسائل میں گرفتار رہا یا وہ اپنی کوئی بات کرنا چاہے اور یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ تھکے ہارے شخص کے منہ سے پھول نہیں جھڑا کرتے، Irritation اور تلخی ہمیشہ ظاہر ہوتی ہے اور لڑکیاں چونکہ زیادہ تر خیالی دنیا میں رہتی ہیں، حقیقت پسند کم ہوتی ہیں، اس وجہ سے ان کو یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے کہ جب بھی یہ باہر سے آتے ہیں کبھی میرے ساتھ اچھی طرح بات نہیں کرتے۔اچھی بات چیت بھی ہو جاتی ہے لیکن جب تھوڑا سا کسی کو اپنی پریشانیوں [Frustration اور Tention] سے نکلنے کا موقع مل جائے ایسے موقع پر اگر ایک انسان سمجھتا ہو کہ دوسرا کس مشکل میں ہے تو اس کے لیے برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے اور یہ برداشت کا معاملہ نہیں ہے، یہ تو محبت کا معاملہ ہے کہ دوسرے کو اس کی ساری اذیتوں، تکلیفوں، پریشانیوں کے ساتھ ہی دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ گھر سے باہر رہا تو اس کو کس طرح کے حالات درپیش آ سکتے ہیں اور کس طرح کی صورتحال سے گزر کر وہ یہاں تک پہنچا ہے؟

عورت اگر تھوڑا سا کھلے دل سے کام لے تو وہ مرد کا دل بہت آسانی کے ساتھ جیت سکتی ہے اور اگر وہ توجہ کے ساتھ سنے، اطاعت کرے تو مرد کا جی ایسی عورت کے ساتھ لگنا شروع ہو جاتا ہے، وہ اس کو اپنا ہمدرد سمجھتا ہے اور اس سے اپنی ہر بات کہنا چاہتا ہے۔ اعتماد حاصل کرنے کے لیے توجہ دینا بہت ضروری ہے، اسی طرح سننا اور اطاعت کرنا۔ فرض کریں کہ شوہر گھر سے باہر رہا ہے اور 12 گھنٹے کے بعد گھر واپس آ رہا ہے اب اگر عورت یہ چاہے کہ یہ مجھ سے باتیں کرتا چلا جائے، ہو سکتا ہے کہ وہ تھکاوٹ کی وجہ سے کچھ کہنا یا بولنا نہ چاہتا ہو تو گیند کو اپنے کورٹ میں رکھنے کی بجائے دوسرے کے کورٹ میں بھی رکھیے، کچھ وقت اُسے بھی دیں کہ وہ Adjust ہو جائے، گھر کے ماحول میں شامل ہونے کے لیے بھی کچھ وقت چاہیے تو یہ وقت دینا چاہیے۔

یہ سننے اور اطاعت کرنے کی نصیحت بہت خوبصورت ہے۔ ویسے بھی اسلام جس فرد کو Upper Hand دیتا ہے اس کو یہ حق بھی دیتا ہے کہ لوگ اس کی سنیں اور اس کی اطاعت بھی کریں۔

تیسری نصیحت:

”اے میری پیاری بیٹی! اپنی زینت و جمال کا ایسا خیال رکھنا کہ جب وہ تجھے نگاہ بھر کر دیکھے تو اپنے انتخاب پر خوش ہو۔ سادگی کے ساتھ جتنی بھی مقدر ہو جائے خوشبو کا اہتمام ضرور کرنا۔ یاد رکھنا کہ تیرے جسم اور لباس کی کوئی بو یا کوئی بری ہیئت اسے نفرت اور کراہت نہ دلائے۔“

یہ بھی بڑی اہمیت کی حامل بات ہے کہ عورت اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرے۔ شادی کے شروع کے دنوں میں تو یہ جذبے اور شوق بڑے زوروں پر ہوتے ہیں لیکن جوں جوں انسان عملی زندگی [Practical Life] میں آتا ہے تو پھر بناؤ سنگھار کا معاملہ شوہر کی

بجائے دوسروں تک محدود ہو جاتا ہے، جب کبھی گھر سے باہر کسی سے ملنے کے لیے جائیں تو تیار ہو جائیں لیکن شوہر گھر پر آئے تو اسے ہمیشہ ہی عورت کے ہاتھوں سے لہسن اور پیاز کی بو آتی ہوئی محسوس ہو، پسینے میں بھیگی ہوئی، بال بکھرے ہوئے، حالات خراب اور چہرے پر ہوائیاں اڑتی ہوئی محسوس ہوں تو ظاہر ہے کہ ایسی صورتحال میں محبت کے جذبے اگر کسی کے دل کے اندر ٹھاٹھیں بھی مار رہے ہوں تو وہ بھی بالکل اپنی اصلی حالت پہ آجاتے ہیں۔ انسان کے لیے ایسی خاتون کو برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مرد کا یہ حق ہے کہ عورت اس کے لیے خوشبو لگائے، بنے سنورے، اس کو ہمیشہ ترو تازہ ملے لیکن ایک بات ذہن میں رکھیے گا، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت تصنع یا تکلف اختیار کرے بلکہ سادہ، فطری طریقے سے جیسے سہولت اور آسانی کے ساتھ ایک خاتون گھر کے اندر رہ سکتی ہو اسی طرح سے رہنا چاہیے، بہت زیادہ غیر فطری طریقے اختیار کرنے سے ایک انسان کا وقت بھی صَرف ہوتا ہے اور شکل صورت بھی کافی غیر فطری سی محسوس ہوتی ہے۔ اس وجہ سے فطری انداز زیادہ بہتر ہے۔ بس اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے، خوشبو ضرور لگائے، کپڑے اچھے پہنے، صاف ستھرے پہنے اور سب سے زیادہ ان کپڑوں کے اندر کی جو خاتون ہے اس کے مزاج کا درست ہونا ضروری ہے۔ یعنی وہ مثبت سوچ رکھتی ہو، اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہو اور دوسرے کو برداشت کرنے کی پوزیشن میں ہو، دوسرے کے لیے دل میں کھلی جگہ رکھتی ہو، یہ بات زیادہ ضروری ہے۔

چوتھی نصیحت:

”اے میری پیاری بیٹی! اپنے شوہر کی نظر میں بھلی لگنے کے لیے اپنی آنکھوں کو سرمے اور کاجل سے حُسن دینا کیونکہ پُرکشش آنکھیں پورے وجود کو دیکھنے والے کی نظر میں جچا دیتی ہیں۔ غسل اور وضو کا اہتمام کرنا یہ سب سے اچھی خوشبو اور

نظافت کا بہترین ذریعہ ہے۔''

پچھلی نصیحت کے مقابلے میں یہاں زیادہ وضاحت ہے کہ جو چیزیں فطرت سے زیادہ قریب ہیں، اگر انہی کو استعمال کیا جائے تو زیادہ practical ہے اور دوسری بات یہ کہ انسان بھلا بھی بہت لگتا ہے۔ سرمے اور کاجل کے مقابلے میں اگر مسکارا اور لائنر ہو تو انسان کافی تکلیف میں مبتلا رہتا ہے کیونکہ اس کی احتیاط بہت کرنی پڑتی ہے، اس کو لگانا بھی بہت مشکل اور اتارنا بھی کافی مشکل، پھر یہ کہ جب کبھی بھی آنکھیں مسکارا یا لائنر کے بغیر ہوتی ہیں تو انسان کی شکل وصورت کافی مختلف نظر آتی ہے۔ بس فطری انداز میں رہنا زیادہ ضروری ہے۔

اسی طرح سے غسل اور وضو سے کیا چیز انسان کے اندر آتی ہے؟ خیالات کی پاکیزگی، فکر کی پاکیزگی اور طہارت بھی۔ ایک عورت جب غسل یا وضو کرتی ہے تو اس کا تعلق کس سے قائم ہو جاتا ہے؟۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے اور جس کا رابطہ، جس کا تعلق مالکِ کائنات سے قائم ہو جاتا ہے، اس کے دل کے اندر اپنے رب کا ایک تعلق اور خوف ضرور موجود رہتا ہے اور جب دلی رابطہ رب سے جڑا ہوا ہوتا ہے تو پھر ایک انسان دوسرے کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا بلکہ اسے سہارا دیتا ہے۔

پانچویں نصیحت:

''اے میری پیاری بیٹی! ان کا کھانا وقت سے پہلے ہی اہتمام سے تیار رکھنا کیونکہ دیر تک برداشت کی جانے والی بھوک، بھڑکتے ہوئے شعلے کی مانند ہو جاتی ہے۔
ان کے آرام کرنے اور نیند پوری کرنے کے اوقات میں سکون کا ماحول بنانا کیونکہ نیند ادھوری رہ جائے تو طبیعت میں غصہ اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔''

بہت ہی پیاری وصیت ہے۔اس میں سے ایک چیز تو عورت کو بہت جلدی سمجھ آجاتی ہے اور وہ اسے بہت محسوس کرتی ہے، مرد کا غصہ اور اس کا چڑچڑا پن لیکن اسے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ سب کچھ کس وجہ سے پیدا ہوتا ہے؟ اس کے دو اسباب ہیں:

1۔ بھوک۔

2۔ نیند کی کمی۔

عورت کو یہ دونوں اسباب دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ایک کھانے کا بروقت تیار کرنا یا کروانا اور دوسرا نیند کا خیال رکھنا، یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کا عام طور پر کم ہی خیال رکھا جاتا ہے۔نئے شادی شدہ جوڑے کے بہت مسائل ہوتے ہیں جیسے شروع میں رشتہ داروں کے ہاں جانا ہے، دعوتوں کا سلسلہ ہے اور انسان خود بھی یہ چاہتا ہے کہ تھوڑا باہر رہے تا کہ آپس کی بات چیت کا موقع بھی ملے اور تھوڑا ہلکا پھلکا محسوس کریں۔اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رات دیر تک گھر سے باہر رہے اور گھر آنے کے بعد بھی سونے تک کافی وقت لگ جاتا ہے۔پھر جب مرد نے اپنی ڈیوٹی پوری کرنی ہوتی ہے تو پھر اس کے لیے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

رات دیر سے سوئے، دن بھر کام کیا اور اگلی رات پھر وہی مسائل تو چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے، یہ ایک فطری امر ہے۔اس وجہ سے اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ مرد کی نیند متاثر نہ ہو اور اس کا اہتمام عورت کی جانب سے تب ہو گا جب وہ قناعت کرنے والی ہو گی، جب وہ اپنے لیے جینے والی نہیں بلکہ دوسروں کی خوشی کی خاطر جینے والی ہو گی۔

ایک انسان جب زمین سے اوپر اٹھتا ہے تب اس کے اندر یہ خصوصیات پیدا ہوتی ہیں اور پھر وہ اپنے لیے نہیں دوسروں کے لیے جیتا ہے۔وہ انسان بلند ہو جاتا ہے جو دوسروں کا خیال رکھتا ہے۔یہ بات انتہائی اہم ہے کہ اگر بھوک زیادہ دیر تک برداشت کی جائے تو بھڑکتے ہوئے شعلے کی طرح ہو جاتی ہے اور غصہ بہت آتا ہے، اس وجہ سے بھوک

مٹانے کا اہتمام صحیح انداز میں اور صحیح وقت پر کرنا چاہیے۔

چھٹی نصیحت:

"اے میری پیاری بیٹی! ان کے گھر اور ان کے مال کی نگرانی کرنا، ان کی اجازت کے بغیر کوئی گھر میں نہ آئے۔ ان کا مال نمائش اور فیشن میں برباد نہ کرنا کیونکہ مال کی بہتر نگہداشت حسنِ انتظام سے ہوتی ہے اور اہل وعیال کی بہتر حفاظت حسنِ تدبیر سے۔"

بہت ہی اہم وصیت ہے۔ مال مرد کو بہت پیارا ہوتا ہے، اس نے محنت سے کمایا ہوتا ہے، اس کے لیے وقت لگایا ہوتا ہے اور وہ اپنے مال کے بارے میں کافی Conscious ہوتا ہے۔ عورت اپنی شادی کے ابتدائی دنوں میں یہ سوچتی ہے کہ ہمارا آپس کا تعلق ایسا ہے جہاں مرد میری ہر بات کو برداشت کرنے کی پوزیشن میں ہے، اس وجہ سے وہ مال کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ رویہ [Casual Attitude] اختیار کرتی ہے۔ ہماری سوسائٹی کا کچھ یہ مسئلہ بھی ہے کہ بچیوں کو گھر داری کے لیے تربیت نہیں دی جا رہی اور خاص طور پر مالی معاملات کے حوالے سے آج کل یہ طریقہ اپنا لیا گیا ہے کہ بچیاں بغیر سوچے سمجھے خرچ کرتی ہیں۔ کس مد میں کتنا خرچ کرنا چاہیے؟ یہ بات ان کے ذہن میں نہیں رہتی، اس وجہ سے جب بجٹ غیر متوازن ہو جاتا ہے تو آپس کے تعلقات بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ شروع کے دنوں کی محبتیں آہستہ آہستہ ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور پھر وہی محبتیں بے اعتدالیوں کی وجہ سے نفرت میں بدلنے لگتی ہیں تو ایک ایمان والی لڑکی کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ خرچ میں بے اعتدالی نہ برتے کیونکہ اسلام اِسراف (فضول خرچی) سے روکتا ہے اور بخل سے بھی روکتا ہے، اعتدال کا رویہ اختیار کرنا بہت زیادہ ضروری ہے۔ بے اعتدالی کیسے ہوتی ہے؟ جب انسان بے جا خرچ کرتا ہے۔

مثلاً شروع شروع میں مہمان نوازی کا اتنا تجربہ نہیں ہوتا تو غیر متوازن طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ مثلاً اپنے گھر والے آئے تو دل کھول کر سامنے رکھ دیا اور یہ سوچا ہی نہیں کہ پورے مہینے میں کیا بنے گا؟ اسی طرح سے سہیلیاں ملنے کے لیے آئیں تو جی چاہا کہ ان کی بہت زیادہ خدمت کی جائے۔ کئی ایک باتیں ذہن میں ہوتی ہیں کہ جن کی وجہ سے ایسا رویہ سامنے آتا ہے، پھر اس کی وجہ سے مالی معاملات متاثر ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسے ہی باہر نکلے تو کوئی نہ کوئی چیز خرید کر لے آئے، عام طور پر نئے شادی شدہ جوڑے ایسی حرکتیں بہت کرتے رہتے ہیں کہ باہر گھومنے پھرنے کے لیے گئے تو ساتھ شاپنگ بھی کر کے آ گئے۔ اب ایسا معاملہ کتنے دن چل سکتا ہے؟ ظاہری بات ہے کہ زیادہ دنوں تک نہیں اور ایک مومن عورت کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے؟ کہ بلا ضرورت اسے کوئی کام بھی نہیں کرنا، کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنا اور جیسے بے مقصد باتیں اس نے نہیں کرنی تو بلا مقصد کام بھی نہیں کرنے۔

اسی طرح سے ایک عورت کو بننے سنورنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک لڑکی نے یہ سمجھ لیا کہ شوہر کے آنے پر میں نے خوشبو لگانی ہے۔ پھر جب بھی وہ بازار جاتی ہے اسے پرفیوم خریدنے کی فکر لگ جاتی ہے، اس کے ذہن میں یہی بات ہے کہ میں یہ شوہر کی خوشی کے لیے کرنا چاہتی ہوں۔ اب ایک طرف وہ شوہر کی خوشی تو دیکھ رہی ہے لیکن دوسری طرف اس کا غم نہیں دیکھ رہی کہ جب شوہر کا مال کم ہو گا تو پھر کس طرح کی صورتحال پیدا ہو جائے گی۔

اسی طرح سے بلا وجہ مال خرچ کرنا، آئے دن کے فیشن اپنانا۔ مثلاً ابھی شادی کے کپڑے بنائے تھے اور اب یوں محسوس ہوا کہ فیشن تھوڑا تبدیل ہو گیا ہے تو پھر نئے کپڑے بنانے کے چکر میں ہیں۔ جب نئے کپڑے بنانے کی کوشش ہو گی تو مال بھی زیادہ خرچ ہو گا۔ کبھی جوتے Inn نہیں رہے، کبھی جوتے پرانے ہو گئے، کبھی گھر کی ڈیکوریشن خراب

ہوگئی تو ایک عورت کو اپنے مالی حالات کے مطابق رہنا آنا چاہیے جتنے اس کے ذرائع ہیں، اللہ تعالیٰ کے خوف کے تحت اور دنیا کی محبت میں مبتلا ہوئے بغیر۔ اس کو یہ جان لینا چاہیے کہ ضرورت کا تو میں خرچ کرسکتی ہوں بلاضرورت خرچ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دینا ہوگا اور مال صرف اپنی خواہشات پر قربان نہیں کرنا اسی مال سے میں نے جنت بھی خریدنی ہے۔

پھر اسی طرح سے گھر میں آمدورفت والی بات بہت زیادہ اہم ہے۔ گھر میں آنے جانے والے افراد کی وجہ سے آپس کی تلخی بہت پیدا ہوتی ہے۔ اس وجہ سے گھر میں آنے جانے والے افراد کے حوالے سے اگر شوہر کی اجازت لے لی جائے اور اس کی خوشی کا خیال رکھا جائے تو تعلقات متاثر نہیں ہوتے، بصورتِ دیگر حالات بہت جلد خراب ہوجاتے ہیں۔

دو باتیں ہیں جن کا اس وصیت کے مطابق خیال رکھنا بہت ضروری ہے:

[1] حسنِ انتظام (مالی معاملات کے حوالے سے)۔

[2] حسنِ تدبیر۔

حسنِ تدبیر کس کس حوالے سے؟

یعنی گھر کے اندر آنے جانے والے افراد کے حوالے سے شوہر کی خوشی اور اس کی پسند ناپسند کا خیال رکھنا، یہاں تک کہ جن افراد کے آنے کی آپ کو بہت خوشی ہوتی ہے لیکن شوہر ان کا آنا پسند نہیں کرتا تو حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ آہستہ آہستہ یہ زمین ہموار کی جائے۔ شادی کے بعد ایک لڑکی کو یہ غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ اب سارے اختیارات میرے ہاتھ میں آگئے ہیں، میں جو چاہوں کرسکتی ہوں حالانکہ پہلے تو وہ اکیلی تھی، ماں باپ کے گھر پر تھی، ماں باپ کے حکم کے تحت چلتی تھی اور پہلے تو اس کے ذاتی معاملات تھے، اجتماعیت تو ابھی پیدا ہوئی ہے۔ اس میں تو مشاورت ہوتی ہے اور کوئی کام بھی اگر مشورے کے بغیر کرلیا تو اس

کے نتائج اچھے نہیں نکلتے۔

ساتویں نصیحت:

''میری پیاری بیٹی! ان کی رازدار رہنا، ان کی نافرمانی نہ کرنا کیونکہ ان جیسے بارعب شخص کی نافرمانی جلتی پر تیل کا کام کرے گی اور اگر تم اس کا راز اوروں سے چھپا کر نہ رکھ سکی تو اس کا اعتماد تم پر سے ہٹ جائے گا۔ تم بھی اس دو رُخے پن سے محفوظ نہیں رہ سکو گی۔'' جیسے کسی نے کہا:

[To be Trusted Is Greater than to be loved]

اس اعتبار سے اگر آپ دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس رشتے کا تعارف ہی اسی طرح سے کروایا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ [البقرہ:187]

''وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو''۔

تم ان کے رازوں کی حفاظت کرو اور وہ تمہارے رازوں کی، تم ان کے عیوب ڈھانپو وہ آپ کے عیوب ڈھانپیں، تم ان کے معاملات میں محافظ بن جاؤ وہ آپ کے معاملات میں محافظ بن جائیں اور جب مل کر ایسی کوشش کی جائے تو تبھی یہ رشتہ محبت والا رشتہ ہو جاتا ہے۔ دو باتیں اس وصیت کے حوالے سے اہم ہیں:

[1] رازوں کی حفاظت۔

[2] نافرمانی نہ کرنا۔

اپنے گھر میں رہتے ہوئے بعض اوقات لڑکیوں کا رویہ بہت لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ ماں نے کہا یہ کام کر لو تو جواب دے دیا کہ امی ابھی نہیں پھر سہی، لیکن شوہر امی نہیں ہوتا اور

اس سے ایسے بات منوائی نہیں جاسکتی۔اس وجہ سے اس چیز کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ شوہر کی نافرمانی نہ ہو۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شوہر ساری باتیں بالکل درست کہتا ہے اور اب وہ ہر طرح کے معاملات میں بالکل درست رائے دے سکتا ہے۔بعض اوقات اختلافی معاملات بھی آتے ہیں لیکن اس میں بھی بڑا Cool ہو کے، بڑی سمجھ داری کے ساتھ بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔جب آپ React کریں گے تو اگر آپ بالکل درست بھی ہیں تو بھی آپ کے لیے اس کے دل کے اندر گنجائش ختم ہو جائے گی۔

آٹھویں نصیحت:

”میری پیاری بیٹی! جب وہ کسی بات پر غمگین ہوں تو اپنی کسی خوشی کا اظہار ان کے سامنے نہ کرنا یعنی ان کے غم میں برابر کی شریک رہنا۔شوہر کی کسی خوشی کے وقت اپنے چھپے ہوئے غم کے اثرات چہرے پر نہ لانا اور نہ شوہر سے ان کے کسی رویے کی شکایت کرنا۔ان کی خوشی میں خوش رہنا اور ان کی خوشیوں کو قہر میں یعنی غصے میں بدلنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تم ان کے دل کو غمزدہ کرنے والی بن جاؤ گی۔“

مثلاً آپ کسی بات پر بے حد پریشان ہوں، آپ کو کسی بات کا غم لاحق ہو اور شوہر آپ کے سامنے اپنی خوشی کا اظہار کر رہا ہے جس کے ساتھ آپ کا بڑا گہرا تعلق ہے تو دل پر کیسی گزرتی ہے؟ دل میں خیال آتا ہے کہ اسے میرے غم اور دکھ کی تو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے، بس اپنی ہی خوشیاں عزیز ہیں۔ایک خود غرض قسم کا کردار سامنے آتا ہے تو انسان زِچ [Irritate] ہوتا ہے، دل کے اندر کی محبت ختم ہوتی ہے کہ اس کا تو میرے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے، کوئی دلچسپی، کوئی محبت نہیں ہے۔

یہ رشتہ ہے ہی محبت کا، خیال رکھنے کا، کوئی غم میں مبتلا ہے اور آپ کو اپنی خوشیوں سے غرض ہے۔آپ کہتے ہیں ہم کیا کریں اگر یہ پریشان ہیں، غمگین ہیں، ان کا تو ہمیشہ ہی

موڈ آف ہوتا ہے، انہوں نے تو ہمیشہ ایسا ہی کرنا ہوتا ہے، سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اب کیا ہم بھی ان کے ساتھ ویسے ہی ہو جائیں؟ اصل بات یہ ہے کہ اس رشتے اس تعلق کی ڈور تو بندھ گئی، اب یہ رشتہ نبھانا ہے ہی تو حُسن کے ساتھ نبھانا چاہیے، احسن انداز میں۔ اگر اسے بدصورت بنالیا تو پھر آئندہ لمبے عرصے کی مشکلات ہیں، زندگی بھر کی مشکلات ہیں۔ جب تک یہ رشتہ رہے گا تو تکلیف دہ ہی بنا رہے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرائض کے بعد سب سے افضل کام مسلمان کے لیے خوشی فراہم کرنا ہے۔" [طبرانی]

اگر اپنے کسی عمل، کسی فعل سے انسان دوسرے کو غمگین کردے، غم پر غم دے اور غموں میں اضافہ کرتا چلا جائے تو یہ ایک خودغرض قسم کا کردار ہے۔ اسلام اس طرح کا کردار اپنانے کی اجازت نہیں دیتا۔

پھر آپ دیکھیں کہ اگر مرد خوش ہے اور عورت کو کوئی صدمہ لاحق ہے، کوئی پریشانی تو ایک دفعہ پھر عورت کو اپنا دل بڑا کرنا پڑتا ہے کہ اپنی تکلیف، اپنی مصیبت اور اپنی پریشانی کا اظہار اپنے شوہر کے سامنے نہ کرے۔ جیسے اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کی موت کو اپنے شوہر سے چھپایا کہ وہ Fresh ہو جائے، خوش ہو جائے اور غم کو سہنے کے قابل ہو جائے۔

یہ عورت ہے۔

سچی عورت۔

وفادار عورت۔

وفاداری کا یہ تقاضا ہے کہ ہر ہر جذبے کا احساس کیا جائے، ہر ہر جذبے کی حفاظت [Care] کی جائے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ شوہر کے کسی رویے سے جب تکلیف پہنچتی

ہے تو لڑکیاں کہتی ہیں کہ ہم تو بڑی صاف گو[Straight Forward] ہیں، ہم تو سامنے کہہ سکتی ہیں اور سامنے ہی شکایت کرنا شروع کر دیتی ہیں لیکن جب بھی شکایتی انداز ہوگا تو مرد اس کو برداشت نہیں کر سکے گا۔لہٰذا Cool ہوکر اور جھک کر آپ دوسرے کو احساس دلا سکتے ہیں لیکن برابری کی بنیاد پر جب بھی مرد کے سامنے شکایت رکھی جائے گی تو اگر پہلے وہ 50% غصے میں ہے تو اب 100% غصے میں آجائے گا۔غصہ اپنے اثرات ضرور چھوڑتا ہے تو کیا فائدہ مزید غصہ برداشت کرنے کا؟ اگر تو شکایت کرنے سے کسی کا رویہ درست ہو جائے تب تو شکایت کی جائے لیکن شکایت سے رویہ درست نہیں ہوگا بلکہ دلیل [Reasoning] سے، بڑے Cool رہ کے، بڑے طریقے کے ساتھ آپس میں Share کرنے سے شکایات دور ہوتی ہیں۔

خوشیوں میں خوش رہنا اور غموں میں Share کرنا یہی تو انسانیت ہے۔پہلا حق قریبی رشتہ داروں اور اپنے گھر والوں کا ہے تو اپنے گھر کے اندر ایک عظیم انسان کی صورت میں رہنا ہے۔یہ کام تو دنیا میں ہی کرنے والے ہیں۔اگر ایک انسان اپنے قریب ترین رشتے میں صبر کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باہر بھی صبر کرنے کی حالت میں نہیں ہے، اس کے کردار میں جھول ہے، خرابی ہے، اس لیے جو کچھ سیکھا ہے اس پر اپنے قریبی حلقے میں سب سے پہلے عمل کرنا ہے۔

نویں نصیحت:

"اے میری پیاری بیٹی! اگر تم ان کی نگاہوں میں قابلِ عزت بننا چاہتی ہو تو ان کی عزت اور احترام کا خوب خیال رکھنا اور ان کی مرضی کے مطابق چلنا تو اس کو بھی ہمیشہ اپنی زندگی کے ہر ہر مرحلے میں اپنی زندگی کا بہترین رفیق پاؤ گی۔"

بہت ہی اہم وصیت ہے۔انسان جو چیز چاہتا ہو، جس کی خواہش رکھتا ہو وہ دوسرے

کو دے دے۔عزت چاہتا ہو تو عزت دے اور اگر یہ چاہتا ہے کہ کوئی میرا Regard کرے تو دوسروں کا Regard کرے۔انسان جو چیز کسی کو بن مانگے دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وہ چیز اس کی طرف لوٹا دیتی ہے،عزت کرنے والے کو عزت ملتی ہے اور جو عزت کا خیال نہیں رکھتا تو اُس کا نقصان بھی اُسی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔جتنا وہ دوسرے کی عزت کو اُچھالے گا اتنا ہی اس کی اپنی عزت پر بھی فرق آئے گا۔اس لیے اگر ایک عورت چاہتی ہے کہ میری عزت رہے،میرا دوسرے کی نظر میں احترام رہے تو اس کو چاہیے کہ وہ دوسرے کا احترام کرے۔اپنے شوہر کی عزت کرے اور پھر عزت میں سب سے بڑی بات کیا ہے؟اطاعت کرنا اور اُس کی مرضی کے مطابق چلنا۔

ویسے مجھے لگتا ہے کہ جس انداز میں بچیوں کی ٹریننگ ہو رہی ہے ایسی صورت میں کسی کی مرضی کے مطابق چلنا بہت مشکل ہو گیا ہے کیونکہ ساری زندگی صرف اپنی مرضی کرنا سکھایا جاتا ہے،چھوٹے چھوٹے بچوں تک سے پوچھا جاتا ہے کہ بیٹا کیا کھانا ہے؟کیا لینا ہے؟ پوچھنا تو چاہیے کہ کیا کھانا ہے،کیا لینا ہے لیکن دوسرے زاویے [Angle] سے بھی کام ہونا چاہیے اور وہ دوسرا زاویہ کیا ہے؟کبھی مرضی پوری نہ ہو تب بھی پُرسکون رہنا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ جب مرضی پوری نہیں ہوتی تو پھر کیا حالات ہو جاتے ہیں؟والدین نے بچوں کو کہاں پہنچا دیا ہے؟

کر کر کے منتیں تیری عادت بگاڑ دی
دانستہ ہم نے تجھ کو ستم گر بنا دیا

یہ ستم گر شخصیت سارے ستم شوہر پر توڑتی ہے۔یہ بات ذہن میں رکھنے والی ہے کہ عورت اطاعت کے ساتھ عزت پاتی ہے،مرضی اپنی نہیں شوہر کی۔یقین کریں آپ اپنی

زندگی میں خود تجربہ کریں گی اور شادی شدہ خواتین اس بات کو خود اچھی طرح جانتی ہیں۔ اگر آپ اپنی مرضی کو درست بھی سمجھتی ہیں تب بھی اس کے لیے طریقہ کار درست اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی کی بات کو Yes کرتے ہیں تو ہاں کرتے کرتے وہ موڑ آ جاتا ہے جہاں پر آپ اپنی بات کو دلائل دے کر منوا سکتے ہیں۔ آپ کسی سے بات منوانا چاہیں تو ایسے منوائیں کہ دوسرے کو ایسا محسوس ہو گویا یہی میرے دل میں ہے، لاگو [Impose] نہ کریں کیونکہ جبراً لاگو [Impose] کرنے سے کام خراب ہوتے ہیں۔ جب ایک فرد محبت کے ساتھ اس کو مان سکتا ہے تو محبت کے ساتھ ہی کروانا چاہیے لیکن یاد رکھیے گا مرد جھکنا نہیں جانتا، وہ جھک جائے تو اس کی عظمت ہے لیکن جھکنا عورت ہی کو پڑتا ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد کو عورت کے لیے کام نہیں کرنے ہوتے۔ مرد کو بھی عورت کے لیے بہت سارے کام کرنے ہوتے ہیں لیکن عورتوں کے لیے اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں جاننا زیادہ ضروری ہے۔ انشاء اللہ کبھی موقع ملا تو ہم مرد کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بھی بات کریں گے۔ یہ بات کتنی اچھی ہے کہ ہر عورت چاہتی ہے شوہر اس کا بہترین ساتھی ہو۔ یہ عورت کی فطرت ہے، وہ یہ چاہتی ہے کہ جس کے ساتھ میرا رشتہ ہو مجھے اس کی رفاقت ملے اور یہ رفاقت

جھکنے سے ملے گی۔

اطاعت کرنے سے ملے گی۔

عزت کرنے سے ملے گی۔

محبت کرنے سے ملے گی۔

Share کرنے سے ملے گی۔

اپنی مرضی کو چھوڑ دینے سے ملے گی۔

دوسرے کی مرضی کا خیال رکھنے سے ملے گی۔

اگر اچھی رفاقت چاہیے تو اس کے لیے قربانی دینا ہوگی۔آپ دیکھیں قربانی کا تو مادہ [Root] ہی 'قرب' ہے اور قرب قربانی مانگتا ہے تو قربانیاں دیں اور قرب حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نے بھی اپنے قرب کا راستہ یہی بتایا ہے کہ

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ [العلق:19]

''سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔''

سجدہ کیا ہے۔۔۔۔؟

جھکاؤ، جھکنے کی سب سے اعلیٰ حالت۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔[ترمذی:1159]

چونکہ اجازت نہیں ہے تو سجدہ تو نہیں کیا جا سکتا لیکن جھکنا چاہیے۔عام زندگی میں جھکاؤ کی ضرورت ہے۔

دسویں نصیحت:

''اے میری پیاری بیٹی! ان باتوں کو پلو میں باندھ لو کہ جب تک تم ان کی خوشی اور مرضی کی خاطر کئی بار اپنا دل نہیں مارو گی ان کی بات کو اوپر رکھنے کے لیے، خواہ تمہیں پسند ہو یا ناپسند، زندگی کے کئی مرحلوں میں اپنے دل میں اٹھنے والی خواہشوں کو دفن نہیں کرو گی، اس وقت تک تمہارے دامن میں خوشیوں کے پھول نہیں کھلیں گے۔

اے میری پیاری اور لاڈلی بیٹی! ان نصیحتوں کے ساتھ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے

کرتی ہوں، اللہ تعالیٰ زندگی کے تمام مرحلوں میں تمہارے لیے خیر مقدر فرمائے اور ہر برائی سے بچائے۔"

اس نصیحت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اپنا من مارنے سے، اپنی خواہش ختم کرنے سے، اپنے اوپر کنٹرول کرنے سے ہی انسان کی زندگی میں خوشیوں کے پھول کھلتے ہیں۔ خوشیاں چاہتے ہیں تو اپنا آپ کنٹرول کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ربّ کی طرف سے اس رشتے میں سکون اور محبت ملے گی۔ جب ایک انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوشش کرتا ہے تو اس کے لیے بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ شوہر کی اطاعت بھی نہیں ہوتی اگر ایک انسان کو یہ یقین نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں مجھے کوئی صلہ ملنے والا ہے۔ اگر ایک انسان یہ سوچ لے کہ مجھے اس کا صلہ شوہر دے گا تو پھر بھی زیادہ دنوں اطاعت نہیں ہوتی۔ وہ محبت بھی برقرار نہیں رہے گی کیونکہ انسان جتنا بڑا کام کرتا ہے اس کا صلہ دوسرے انسان دے ہی نہیں سکتے، صلہ دینے والی ذات رب العزت کی ہے، اس لیے رب سے صلہ کی اُمید رکھنی چاہیے۔ جو کام انسان بے لوث ہو کر اور بے غرض ہو کر رب کی خوشنودی کی خاطر کرتا ہے، وہ ہمیشہ دوسروں کی نظروں میں اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور اگر عزت نہ بھی بڑھے، دنیا میں یہ رفاقت نہ بھی ملے، محبت کا جواب محبت سے نہ بھی ملے تب بھی اللہ تعالیٰ کی نظروں میں تو سرخرو ہوں گے کہ زندگی کے مقصد کو تو پورا کر کے جا رہے ہیں۔ ہم دوسروں سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ بے غرض محبت ملے، غرض والا تعلق ہمیں اچھا نہیں لگتا تو انسان کو اپنے لیے بھی وہی کچھ پسند کرنا چاہیے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

بے غرض دوستوں کی دوستی کتنی پر خلوص اور سادہ ہے
اس میں رنگ کم ہے مہک زیادہ ہے

یعنی بظاہر انسان کو زندگی کی رنگینیاں نہیں ملتیں صرف رشتے کی خوشبو ملتی ہے اور یہ رشتہ تبھی انسان کے دل کو سکون پہنچانے والا ہو سکتا ہے جب ایک انسان اس کے لیے خود محنت کرے جیسے قرآنِ حکیم میں آتا ہے کہ

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ

”جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ [جہاد] کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، اور یقیناً اللہ نیکوکاروں ہی کے ساتھ ہے“۔[العنکبوت:69]

گھر کے اندر سب سے بڑا جہاد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ خود بھی چلاتا ہے، آسانیاں پیدا کر دیتا ہے، سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ آپ سب کو خوشگوار ازدواجی زندگی نصیب فرمائے۔ (آمین)

کلاس کے دوران ہونے والے سوالات و جوابات

سوال: میں نے ایک دفعہ اخبار میں یہ پڑھا تھا کہ ایک لڑکی اپنے غم Share نہیں کرتی تھی تو وہ غم کر کر کے فوت ہو گئی، اس پر انہوں نے اتنا لمبا مقالہ لکھا ہوا تھا کہ لڑکیوں کو چاہیے کہ اپنے غم Share کریں، اس طرح گھر کیسے بچیں گے؟

جواب: اصل بات یہ ہے کہ غم لگانے ہی نہیں چاہئیں، غم لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کے اسوہ پر عمل کرنا چاہیے کہ

اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ [یوسف:86]

”میں تو اپنے غم اور اپنی پریشانی کا شکوہ اپنے اللہ سے کرتا ہوں۔“

تو جس کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق ہو اس کو غم لاحق ہوتے ہی نہیں کیونکہ وہ

تو نظر انداز کرتا ہے اور جس کو Ignore کر دیا وہ بات ختم ہو گئی، یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بھلا کوئی باتیں ہیں جن کو انسان اکٹھا کر کے رکھتا رہے، اتنی گھٹیا، نکمی اور ردی باتیں زندگی کے لیے اکٹھی کر لیں تو انسان کو کافی نقصان دیتی ہیں۔

سوال: اگر آج کل کے مردوں کی اطاعت کریں تو اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنی پڑتی ہے۔ پھر کیسے شوہر کی اطاعت کریں؟

جواب: جنہوں نے کامیاب زندگی گزاری ہے ان کی طرف دیکھنا چاہیے کیونکہ مجھے ذاتی طور پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ لڑکیاں خود کرنا چاہتی ہیں تو وہ شوہروں کے نام لگاتی رہتی ہیں لہٰذا شوہر مظلوم انسان ہیں۔

سوال: میری کزن کے شوہر ان کو کہتے ہیں کہ میرے ساتھ وقت گزارنے جایا کرو تو دوپٹہ اتار کے اور لپ اسٹک لگا کے جایا کرو اور بال بھی نہ باندھا کرو، Cutting کراؤ، میں نے کافی دفعہ ان کو یہ کہا ہے کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے تو وہ کہتی ہیں کہ میرے شوہر ایسے کہتے ہیں تو میں کیا کروں؟

جواب: ایسا ہو بھی سکتا ہے لیکن مجھے کم ہی یقین آتا ہے ایسی باتوں پر، خاص طور پر لڑکیاں جب کہتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسا کر لو۔ میں نے خواتین کو دیکھا ہے کہ اپنے شوہروں سے جو بات منوانی ہوتی ہے سادہ انداز میں ان کے سامنے رکھ دیتی ہیں، اگر مان جائیں تو اپنے دل کی ساری خواہش کو شوہر کے نام سے پورا کرتی رہتی ہیں لیکن واللہ اعلم، اگر کبھی ایسی صورتِ حال ہو تو انسان حکمت کا طریقہ اختیار کرے لیکن غلط، ناجائز بات کی اطاعت کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں۔ جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ [بخاری: 7520]

''خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔''

یہ بات وہی اپنی زندگی میں دوسرے سے کہہ سکتا ہے اور اس بات پر کاربند رہ سکتا ہے جس کا خود اپنے رب کے ساتھ مضبوط تعلق ہو اور جس کا خود ہی اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق نہیں ہے تو ظاہر ہے پھر ایسے نتائج تو سامنے آئیں گے ہی۔ دین سے دوری ہی اس کی وجہ ہے، لیکن اگر دین دار لڑکی ہے اور اس کا شوہر اس چیز کو بہت پسند کرتا ہے تو محبت اور اچھے طریقے کے ساتھ اس چیز کو سامنے رکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً میری شادی سے لے کر آج تک کچھ باتیں میرے شوہر کے دل سے نہیں نکل سکیں حالانکہ اب ان کا ذہن کافی مذہبی ہو گیا ہے (الحمد اللہ) لیکن کچھ چیزوں کے حوالے سے وہ اتفاق نہیں کرتے تھے مثلاً میں اپنے بہنوئی سے پردہ کروں تو یہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ انہیں اچھا محسوس نہیں ہوتا تھا کہ میں گاڑی میں بیٹھوں تو پھر گاؤن سکارف لے کر بیٹھوں یا نقاب کر کے بیٹھوں، وہ یہ کہتے تھیکہ یہاں پر کون ہے؟ تو ٹھیک ہے انسان Light Way میں کسی کی توجہ اور طرف کر دیتا ہے، کوئی Light سا فقرہ کہہ دیا، کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے بات آئی گئی ہو جاتی ہے اور پھر کسی اچھے موقع پر بیٹھ کر انسان Discuss کر لیتا ہے، آہستہ آہستہ Mind Setting ہو جاتی ہے تو اس کو Issue نہیں بنانا چاہیے بلکہ اچھے طریقے کے ساتھ اس کو ہینڈل کرنا چاہیے۔

سوال: شادی کے بعد مائیں بیٹی کو ایک یہ بھی نصیحت کرتی ہیں کہ اپنے گھر کی باتیں شوہر کو جا کے نہیں بتانی، یعنی کمزور پہلو تو کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب: کسی کے بھی کمزور پہلو کسی دوسرے کو نہیں بتانے چاہئیں، نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے

کیونکہ ان کے اظہار کو تو غیبت کہتے ہیں۔ سچی باتیں تو ہوتی ہیں لیکن پسند نہیں کیا جاتا کہ دوسرے کے سامنے ان کا اظہار ہو تو گھر والوں کی ایسی باتیں نہیں بتانی چاہئیں۔ اسی طرح شوہر کی باتیں بھی اپنے گھر والوں کو نہ بتائیں۔ اچھی باتیں Share کی جا سکتی ہیں، خوشگوار باتیں لیکن اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں بہت زیادہ بات چیت نہیں کرنی چاہیے اور شوہر کے معاملات کا بھی ذکر نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے پیچھے بھی خواتین کی ایک نفسیات ہے کہ اب ہمارا تو آپس میں ایک یونٹ ہے، ہم ہر بات Share کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے شروع میں ساری باتیں Share کر لی جاتی ہیں اور بعد میں شوہر بیوی کے میکے والوں کے خلاف ہو جاتے ہیں اور جلد ہی ایسا موڑ آجاتا ہے کہ وہاں پر وہ تھوڑا عجیب محسوس کرنے لگ جاتا ہے، اس طرح لڑکی کے دل کو تکلیف ہوتی ہے، پھر وہ کہتی ہے کہ میرا شوہر میرے میکے والوں کو اچھا نہیں سمجھتا تو شاید وہ مجھے ہی اچھا نہیں سمجھتا حالانکہ Mind Setting تو اس نے خود ذاتی طور پر کی ہے، خود بویا ہے تو کاٹے گی بھی خود۔ اس وجہ سے بہت زیادہ اپنے میکے والوں کی باتیں Share نہ کریں۔

سوال: ہماری ٹیچر کو طلاق صرف اس وجہ سے ہوئی کہ ان کا شوہر شرعی پردہ نہیں کرنے دیتا تھا تو انہوں نے علیحدگی کا مطالبہ کیا اور طلاق لے لی، کیا انہیں مفاہمت کرنی چاہیے تھی حالانکہ یہ بات طے ہو چکی تھی کہ شادی پر وہ شرعی پردہ کریں گی؟

جواب: اب جب طلاق ہی ہو گئی ہے تو پھر کیا پوچھتے ہیں؟ جب علیحدگی ہو گئی اور پانی سر سے گزر گیا تو اب کیا پوچھنا؟ اور یہ اللہ کی ذات جانتی ہے کہ معاملہ اصل میں کیا ہے؟ مسئلہ شرعی پردہ کا ہے یا لڑکی کا غلط برتاؤ؟ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لڑکی کی طرف سے زیادتیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ اگر ایک عورت اپنا دل کشادہ رکھے تو یہ

رشتہ نبھ جاتا ہے اور آہستہ آہستہ گنجائش نکل آتی ہے۔رشتہ کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ کیا دونوں گھرانوں کے درمیان بات طے ہوگئی ہے اوراس کے باوجود اگر لڑکی یہ کہے کہ میرا شوہر ایسا نہیں کرنے دیتا تو اصل حقیقت کو جانے بغیر ان کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔مجھے ذاتی طور پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خاتون کو جتنا جھکاؤ کے ساتھ اور حکمت کے ساتھ معاملہ طے کرنا چاہیے شاید وہ حکمت ملحوظِ خاطر نہیں رکھی گئی اور اس بات کو آپ بھی محسوس کر رہی ہیں کہ انہوں نے Compromise کرنے کے بجائے طلاق لینا زیادہ مناسب سمجھا۔ بظاہر اس بات کو کہا جاسکتا ہے کہ ہاں طلاق لینا اس سطح پر بالکل ٹھیک ہے لیکن حالات وواقعات کی تحقیق کیے بغیر نہیں۔کون جانتا ہے کہ اصل وجہ کیا تھی؟

طالبات کے احساسات

طالبہ 1: اگر یہ دس نصیحتیں انسان اپنی زندگی میں لے آئے تو کبھی بھی ایسے مسائل پیدا نہیں ہوں گے اور گھر ٹوٹنے سے بچ سکتے ہیں۔

استاذہ: آپ کو اللہ تعالیٰ نے سچے دین کا فہم دیا، اب آپ کے پاس ایک دولت ہے، دولت مند ہی سخاوت کرتا ہے، فقیر سخاوت نہیں کرتا۔لہٰذا اب اسے دوسروں کو سکھانا ہے۔

طالبہ 2: ابھی جب یہ وصیتیں پڑھ رہے تھے تو میرا خیال ہے کہ ان کے اوپر عمل اسی صورت ہوسکتا ہے اگر قرآن سیکھا جائے۔

استاذہ: جی ہاں، قرآن رہنمائی ہے۔

طالبہ 3: ہم بہت ساری باتیں پڑھتے ہیں لیکن اس کے بعد وہ ذہن سے نکل جاتی ہیں۔ 20ویں اور 21ویں پارے میں جو باتیں ذہن میں بیٹھی ہیں، ان میں سے ایک چیز

اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ساری نصیحتوں پر ہی عمل ہو سکتا ہے۔

استاذہ: جی ہاں، خوف انسان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

طالبہ 4: میں نے سوچا ہے جو کچھ میں سیکھ رہی ہوں اس کو آگے جاری کرنا ہے۔ پہلے میں سوچتی تھی کہ گھریلو ذمہ داریوں سے بری ہو جاؤں اور گھر کا کام نہ کرنا پڑے۔ اب یہ سوچا ہے الحمداللہ کہ گھر میں سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور کسی ایک طرف نہیں جھک جانا۔

استاذہ: (الحمداللہ) اس کا مطلب ہے کہ کافی فائدہ ہو گیا ہے، کافی لوگوں کی ذہنی الجھنیں دور ہو گئی ہیں۔ کسی کے ذہن میں یہ تھا کہ اللہ کرے گھریلو ذمہ داریاں ادا ہی نہ کرنی پڑیں، صرف دین کا کام کرنا ہے۔ جیسے اکثر لوگ میرے بارے میں سوچتے ہیں کہ شاید مجھے تو کوئی گھریلو مسائل ہیں ہی نہیں، نہ میری کوئی گھریلو ذمہ داریاں ہیں اور چونکہ میں سارا دن درس وتدریس کے کام میں مصروف ہوتی ہوں، اصلاح کا کام کرتی ہوں تو شاید میری زندگی میں صرف یہی کام ہو رہا ہے۔ جن دنوں میں میں گھر سے باہر رہ کر دعوتِ دین کا کام کرتی ہوں تو بات فرق ہوتی ہے لیکن یہ باہر رہنا بھی گھر والوں کی باہمی ہم آہنگی [Mutual Understanding] کے ساتھ ہی ممکن ہوتا ہے۔ آپ اگر مجھے اپنے گھر میں دیکھیں تو شاید یہ محسوس نہیں ہوگا کہ میں کبھی فیصل آباد آئی ہوں یا میں نے کبھی سفر کیا ہے یا میں کبھی اور کہیں گئی ہوں یا میری کوئی اور ذمہ داریاں اور مصروفیات ہیں حالانکہ گھر رہ کر درس وتدریس کا کام بھی ہوتا ہے لیکن ساتھ ساتھ گھر کے سارے کام بھی ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سارے مسائل میرے ساتھ بھی اسی طرح سے ہیں اور اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا کرتے

ہیں (الحمد اللہ) اگر میں یہ کام نہ کروں تو میرا آنا ہی ممکن نہ ہو، مثلاً میرے بچوں کے امتحان ہورہے تھے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو بیمار بھی کردیا تو ظاہر ہے [Obviouy] مجھے زیادہ وقت دینا پڑا لیکن میں نے دین کا کام بھی متاثر نہیں کیا۔ اس کام میں زیادہ بوجھ انسان کو اپنی ذات کے اوپر ہی لینا پڑتا ہے لیکن کوشش یہ ہوتی ہے کہ گھریلو ذمہ داریاں بھی متاثر نہ ہوں۔

طالبہ 5: مجھے یہ دس نصیحتیں اتنی اچھی لگیں اور مجھے لگا کہ شاید یہ نصیحتیں مجھے کبھی کوئی نہ کرسکتا اور سب سے اچھی بات قناعت کی لگی۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ یہ میرے اندر نہیں ہے تو میں کیسے گزارا کروں گی؟ گھریلو ذمہ داریاں اور دین کی ذمہ داریاں دونوں کیسے پوری کروں گی؟ تو اب الحمد اللہ میں بہت زیادہ مطمئن ہوں۔

استاذہ: الحمد اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل کرے (آمین)۔